مولانا مفتی محمود کی آخری تقریر

تحریر: قاری محمد عثمان

مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کی آخری تاریخی تقریر کا کچھ حصہ قارئین کے استفادہ کے لئے ضروری سمجھا گیا جو انہوں نے 6رجون 1980ء کو جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کے افتتاح کے موقع پر جامع مسجد طور شیر شاہ میں کی تھی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اپنی زندگی کا مقصد طے کرلیا ہے یا تو اسلام کا نظام عدل پاکستان میں حاصل کر کے رہیں گے یا پھر اپنی جان دے دیں گے۔ درمیان میں کوئی راستہ نہیں۔ اسلام کے علاوہ کسی باطل نظام سے صلح نہیں کر سکتے۔ 33 سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے، اس عرصے میں ہماری جدوجہد کے سامنے مشکلات حائل ہوئی ہیں لیکن ہم مایوس نہیں۔ اس لئے کہ نتائج ہمارے اختیار میں نہیں۔ وہ اللہ کے اختیار میں ہیں، نہ معلوم وہ ہمارا کتنا امتحان لینا چاہتے ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ ''ایسا نبی خدا کے سامنے آئے گا جس کے ساتھ ایک بھی امتی نہیں ہوگا، کسی کے ساتھ ایک امتی ہوگا۔ ایسا نبی خدا کے سامنے آئے گا جس کے ساتھ دو امتی ہوں گے۔ ایسا نبی آئے گا جس کے ساتھ چھ، سات، آٹھ امتیوں کی جماعت ہوگی'' ہمیں یقین ہے کہ ان پیغمبروں نے جن کے ساتھ لوگ نہیں تھے اپنے مشن کو تکمیل تک پہنچانے میں پوری زندگی صرف کردی۔ حضرات انبیاء کبھی تبلیغ دین میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلط بیانی ہے کہ کہا جائے کہ فلاں پیغمبر نے دین میں کوتاہی کی۔ ہر پیغمبر نے پوری عظمت کے ساتھ نبوت کی شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ کی دعوت پہنچائی، لیکن دل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ''بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جیسے چاہے پھیر دے۔'' ہدایت، کامیابی اور نتائج کا مرتب ہونا یہ ہمارے اختیار میں نہیں۔ ہم تو اتنے مکلّف ہیں کہ اس راستے پر چلیں اور اسی پر زندگی گزاریں۔ اس لئے ہم اللہ کے سامنے اور آپ کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں کہ انشاء اللہ ہماری زندگیاں اسلام کے لئے وقف ہیں اور ہم نے اسلامی نظام کو نافذ کرنا ہے۔ میرے محترم دوستو! پاکستان کا اقتدار جو آپ کے سامنے ہے، اس اقتدار کو بچانے کے لئے اور اپنی کرسی کے تحفظ کے لئے جو بھی آتا ہے وہ اس کرسی کو اپنا مقصد بنالیتا ہے۔ وہ ہمیشہ سمجھتا ہے کہ مجھے اس کرسی سے نہیں اترنا، چاہے کچھ بھی ہو جائے، لیکن میں اس اقتدار کے انجام کو جانتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ یہاں پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خان مرحوم جب وزیراعظم بنے، ان کا انجام کیا ہوا؟ ایک بدوشخص نے لیاقت باغ راولپنڈی کے اندر جلسہ عام میں ان کو گولی ماری، اس کے بعد گورنر جنرل غلام محمد آیا جسے لوگ مردآہن کہتے تھے۔ جب مفلوج ہوا، لعاب اس کے منہ سے بہتا تھا لیکن اس کے حواری کہتے تھے کہ آپ جیسا مضبوط، طاقتور اعصاب والا کوئی نہیں۔ وہ خوش تھا کہ واقعی مجھ جیسا مضبوط آدمی کوئی نہیں۔ اس کا حشر کیا ہوا؟ اس مردآہن کے سینے پر پستول رکھ کر اس سے استعفیٰ دلوایا گیا۔ پھر جب اس کی رحلت ہوئی تو کراچی کے اندر گوروں کے قبرستان گیا۔ وہ لندن کے ایک عام ہوٹل میں منیجر لگا اور ہوٹل کے منیجر کی حیثیت سے اس کا انتقال ہوا۔ اس کی لاش ایران لائی گئی، اس وقت ایران میں اس کی تدفین ہوئی۔ اس کے بعد ایوب خان آیا۔ ایوب خان غریب بڑی مشکل سے دس سال گزار سکا، لیکن ایک دن جب اس نے اپنے بچوں سے سنا کہ ایوب کتا ہائے ہائے۔ اپنے بچوں کو بلایا اور پوچھا تو بچے کہنے لگے کہ اباجی! ہم تو اسکول میں بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ وہ پھر بھی ہوشیار تھا، وہ سمجھ گیا، اس نے استعفیٰ دیا اور الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر آغا محمد یحییٰ خان آئے، وہ آج کل پنڈی کے ایک محلّہ میں رہتا ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ محلے کی کسی گلی سے باہر نہیں نکل سکتا۔ آزاد ہے لیکن بچوں کے ڈر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ بچے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اس کے بعد بھٹو صاحب تشریف لائے ان کا انجام بھی ہم سب نے دیکھ لیا۔ مجھے تعجب اور افسوس ہے کہ پاکستان کے مقتدر لوگوں کی تاریخ سے کسی نے سبق نہیں سیکھا، ہم نے سبق سیکھا، جب میں وزیراعلیٰ تھا، میں نے استعفیٰ دیا اور جب قومی اتحاد نے میری مرضی کے خلاف حکومت میں شمولیت کی تو میں نے ان کو کھینچتے ہوئے سب کو باہر نکالا۔ جنرل ضیاء الحق نے گزشتہ سال 12 ربیع الاول کو چند اسلامی قوانین نافذ کئے تھے، وہ بھی قومی اتحاد کے مجبور کرنے پر قومی اتحاد نے اسلامی قوانین کی شرط لگائی تھی، پھر قومی اتحاد نے حکومت سے علیحدگی اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے ان قوانین کا جو حشر کیا وہ سب نے دیکھا۔ اس وقت تک تقریباً ڈیڑھ برس گزر چکا ہے، کیا کسی چور کا ہاتھ کٹا ہے؟ کیا کسی زانی کو سنگسار کیا ہے؟ کسی ڈاکو کو پھانسی دی؟ اسلامی حدود کے اعلان کے بعد عملاً ایک کیس بھی اسلامی قوانین کے مطابق نہیں ہوا۔ ابھی چند دن پہلے انہوں نے اپنی تقریر میں اپنی ناکامی کا اعتراف کیا لیکن کہا کہ اصل میں عدالتی نظام غلط ہے۔ نئے سرے سے قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا، لیکن قاضی کہاں سے لاؤ گے؟ کیا یہ قاضی بنیں گے جو بلدیاتی نظام کے ذریعے صوبائی اسمبلیوں میں پہنچتے ہیں۔ آج پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نامزد اسمبلیاں وجود میں آئی ہیں۔ اب نیشنل اسمبلی کو بھی نامزدگی کر کے پُر کیا جارہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ

قیامت کی علامت ہے۔ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ نئے نئے امور منکشف ہوں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اسلامی حدود کا نفاذ عدالتی نظام کی کمزوری کی وجہ سے نہ ہو سکا؟ یا کوئی اور وجہ تھی؟ انہوں نے طریقہ کار یہ اپنایا کہ ہر ضلع میں ایک شرعی عدالت ہوگی۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ضلع جھنگ میں ایک شرعی عدالت میں ایک مرزائی کو جج مقرر کیا گیا اور کہا کہ یہ جج رہے گا۔ غرض یہ ہے کہ شرعی عدالتیں بھی مرزائیوں سے تشکیل دی جاتی ہیں اور پھر جب کوئی شخص اعتراض کرتا ہے تو یہ ناراض بھی ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام آتے ہیں تو پورے ملک میں ان کو استقبالیہ دیا جاتا ہے۔ وہ واضح مرزائی ہے۔ جب قومی اسمبلی سے مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ڈاکٹر عبدالسلام اس فیصلے پر ناراض ہو کر ملک چھوڑ کر چلے گئے اور کہا کہ میں اس ملک میں نہیں رہتا اور پھر آپ کے دور میں واپس آئے، آپ پر اعتماد تھا تو اس لئے واپس آئے۔ اس اسمبلی کے اندر جس میں مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا گیا جنرل ضیاء کی موجودگی میں اسٹیج پر دو کرسیاں رکھی گئی تھیں، ایک پر جنرل ضیاء اور دوسری پر ڈاکٹر عبدالسلام بیٹھے تھے۔ اسی اسمبلی ہال میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ میں واحد مسلمان سائنس دان ہوں جس نے نوبل انعام حاصل کیا۔ جنرل ضیاء کی موجودگی میں اس نے اپنے آپ کو مسلمان کہا۔ کیا یہ اس آئین کی توہین نہیں جس کا جنرل ضیاء نے بھی حلف اٹھایا تھا؟ (جنرل ضیاء الحق کا یہ کردار سوالیہ نشان ہے) میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ ناممکن ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے مرزائیوں کو پھر مسلمان قرار دیا جائے۔ غرض اس نے قوانین بھی بنائے اور طریقہ کار یہ رکھا کہ

شرعی عدالت اگر چور کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلے سنائے تو اس پر عملدرآمد اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک سیشن کورٹ اس کی توثیق نہ کرے۔ شرعی عدالت کے فیصلے کرنے کے بعد سیشن کورٹ اس سزا کو رد کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ کیا شرعی اور قرآنی فیصلے کو سیشن کورٹ کے فیصلے پر موقوف کرنا، شرعی عدالت کے فیصلے کو انگریزی قانون کے تحت رکھ کر انگریزی قانون کی بالادستی قبول کرنا، یہ کھلم کھلا اسلام کی توہین نہیں؟ جب کیس ہوتا ہے تو انتظامی افسر ملزم سے کہتا ہے کہ تمہیں کس عدالت میں لے جایا جائے؟ ہاتھ کاٹنے والی عدالت میں، یا دیگر عدالتوں میں۔ ملزم روتا ہے کہ مجھے شرعی عدالت میں مت لے جاؤ۔ آپ بتائیں کہ جب مسلمان شرعی عدالت سے انکار کرے وہ مسلمان رہتا ہے؟ میرے دوستو! ہم یہ نہیں چاہتے کہ کسی کا ہاتھ کٹے، نہ کوئی چور چوری کرے، ہم چاہتے ہیں کہ جرائم کا سدباب ہو اور جرائم کا سدباب صرف اسلامی قوانین سے ہوگا۔ اس کراچی میں اگر ایک چور کا ہاتھ کاٹ کر لٹکا دیا جائے تو پوری کراچی میں نہ کوئی چور چوری کرے گا نہ کسی کا ہاتھ کٹے گا اور پورے شہر میں امن ہو تو کیا یہ سودا سستا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری زندگیاں اسلام کے نفاذ کے لئے صرف کردے۔